

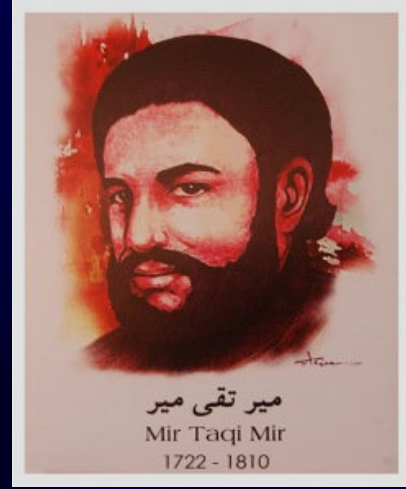
میر تقی میر

Mir Taqi Mir

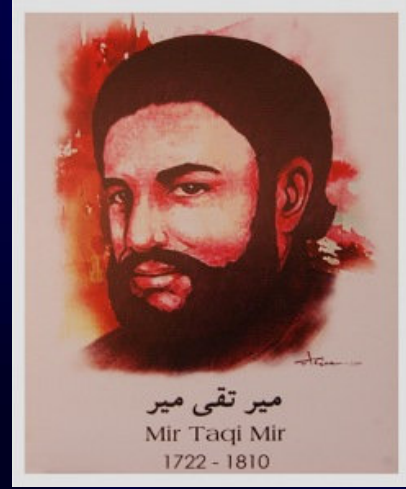
1722 - 1810



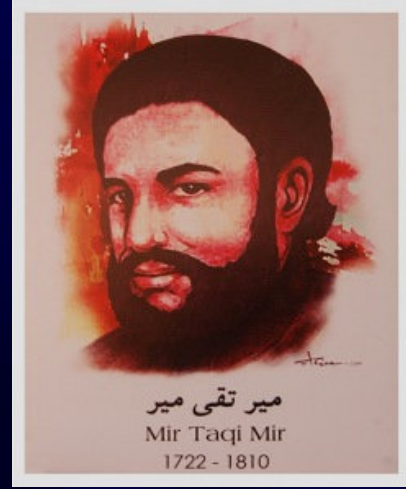
ریختہ کے تم ہی استاد نہیں ہو غالب  
کہتے ہیں کہ اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا



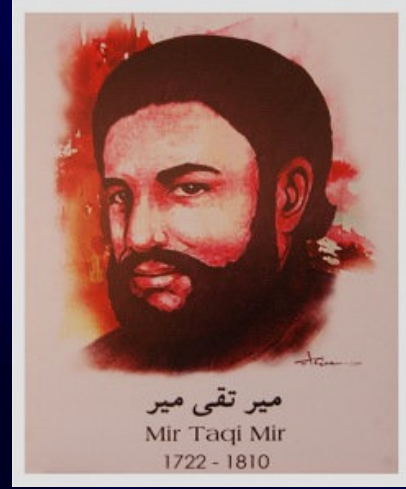
تھا مستعار حسن سے اُس کے جو نور تھا  
خورشید میں بھی اُس ہی کا ذرہ ظہور تھا



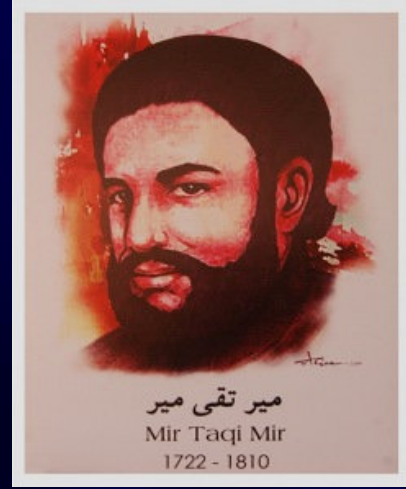
پہو نچا جو آپ کو تو میں پہو نچا خدا کے تئیں  
معلوم اب ہوا کہ بہت میں بھی دور تھا



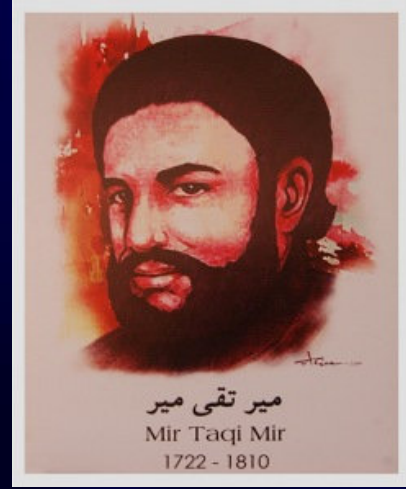
آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کلیم  
یک شعلہ برق خرمین صد کوہِ طور تھا



ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن اے سپہر  
اس شوخ کو بھی راہ پر لانا ضرور تھا تھا

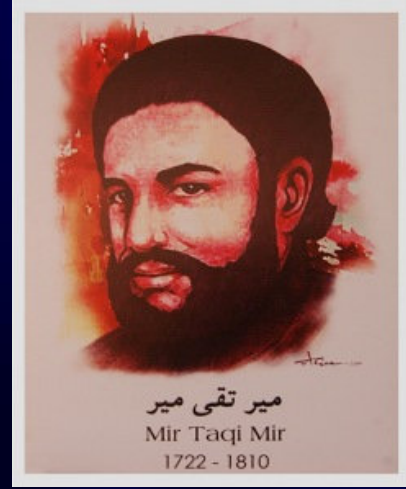


کل پاوں ایک کاسہ سر پر جو آگیا  
یکسر وہ استخوان شکستوں سے چور تھا تھا



کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر  
میں بھی کبھو کسی کا سر پُر غرور تھا تھا





تھا وہ تو رشکِ حور بہشتی ہمیں میں میر  
سمجھتے نہ ہم تو فہم کا اپنے قصور تھا